www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

نمبر شمار	مضمون	الفاظ متعلقہ
	زینت دینا	زُهرة - جمال (۵)
		دیکھیے "مزین کرنا"
	زینہ	" "سیڑھی"
	س	
۱	ساتھ	مَعَ - بِ (۲)
۲	ساتھی	صاحِب - عشِیر - قرِین - ازواج (۴)
	ساکن ہونا	دیکھیے "تھمنا"
۳	سال	عام - سَنَة - حَوْل - حِجَج (۴)
۴	سامان	عَرَض - متاع - اثاث - رَحل - وِعاء - جهاز - زاد - اَسلِحة - عُدّة - نِعمة - رِيْش - بِضاعة - ماعُون - جِذر - مَعايِش (۱۵)
۵	سامنے آنا	اَقبَلَ - بَرَزَ (۲)
۶	سانپ	حَيّة - جَانّ - ثُعبَان (۳)
۷	سب - سارے	كُلّ - كافّة - اجمعون (۳)
۸	سپرد (حوالے) کرنا	اَكْفَلَ اور كَفَّلَ - وَكَّلَ - دَفَعَ اِلٰى - سَلَّمَ - فَوَّضَ - اِسْتَوْدَعَ (۶)
	ستارا	دیکھیے "تارا"
۹	سچ	حَقّ - صِدق (۲)
۱۰	سخت	اشَقّ - اشَدّ - اَدْهٰى - رابِية - عَصِيب - قَمطَرِير - قاسِية - غَلِيظ - عَزِم (۹)
۱۱	سختی	قَسوة - غِلظة - بأساء - كَبَد (۴)
۱۲	سر اٹھانا	اَقْمَحَ - اَقنَعَ - عَلَا (۳)
۱۳	سردار	سيِّد - مَلَأ - رَهط - اَئِمّة - نَقِيب (۵)
۱۴	سردی	شِتاء - صِرّ - صَرصَر - نَفحة - زَمهرِير (۵)

نمبر شمار	مضمون	الفاظ متعلقہ
۱۵	سرکشی کرنا	طَغٰى - عَتَا - عَلَا - مَرَدَ (۴)
	سرگردان پھرنا	دیکھیے "آوارہ پھرنا"
۱۶	سرگوشی کرنا	تَخَافَتَ - تَنَاجیٰ اور نجوىٰ (۲)
۱۷	سرنگ	نفق - سَرَب (۲)
	سزا دینا	دیکھیے "عذاب دینا"
	سزاوار	" "لائق ہونا"
۱۸	سستی کرنا	كَسِلَ - وَهَنَ - وَنَى - اِسْتَحْسَرَ - بَطَّاَ (۵)
۱۹	سفر کرنا	سَفَرَ - سَاحَ - ظَعَنَ - نَفَرَ - ضَرَبَ فِي الْاَرْضِ (۵)
	سکڑنا	دیکھیے "خشک ہونا"
	سمت	" "جانب"
۲۰	سمجھنا - سمجھانا	شَعَرَ - فَهِمَ - فَقِهَ اور تَفَقَّهَ - عَقَلَ (۴)
	سمیٹنا	دیکھیے "اکٹھا کرنا"
	سنبھالنا	حفاظت کرنا
۲۱	سننا	سَمِعَ - سَمَّاع - اَسْمَعَ - اِسْتَمَعَ - اَذِنَ اور اُذُنَ (۶)
۲۲	سنوارنا	اَصْلَحَ - زَكّٰى (۲)
۲۳	سوار ہونا - کرنا	رَكِبَ - اِسْتَوٰى - حَمَلَ (۳)
۲۴	سوائے	اِلَّا - دُوْن - غَير - وَرَاء - اِسْتِثْنَاء (۵)
	سوچنا	دیکھیے "غور کرنا"
۲۵	سونا	نَامَ - هَجَعَ - رَقَدَ - قَالَ (قِيل) ضَجَعَ - تَهَجَّدَ (۶)
۲۶	سیاہ - سیاہی	اَسْوَد - غَرَابِيب - اَحْوٰى - مُدْهَامَّتَان - قَتَرة - مِدَاد (۶)
۲۷	سیدھا - سیدھی	مُسْتَقِيم - سَوَاء اور سَوِيّ - قَصد - سَدِيد (۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنوں میں بھی آتا ہے۔گویا عجب میں بھی دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ اجنبیت اور خوشگواری۔ ارشادِ باری ہے:

قَالُوٓا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ (۱۱/۷۳) — فرشتے (حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سے) کہنے لگے کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو۔ اے اہل بیت! تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

۳۔ جُنُب، جَنْب بمعنی پہلو۔ کروٹ اور جُنُب بمعنی اجنبی بھی اور ناپاک بھی اور جُنُب کا لفظ واحد تثنیہ جمع، مذکر و مؤنث سب کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ (منجد) یہ لفظ قرآن میں ان دونوں معنوں میں آیا ہے۔ جب یہ اجنبی کے معنوں میں آئے تو اس میں ناگواری یا خوشگواری کا کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ ارشاد باری ہے:

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ (۴/۳۶) — اور رشتہ دار ہمسایوں، اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (پاس بیٹھنے والوں) سے اچھا سلوک کرو۔

اور جَنَبَ بمعنی ایک طرف ہو جانا اور دُور ہونا اور جنبی شخص کو بھی چونکہ نماز اور مسجد وغیرہ سے ایک طرف یا علیحدہ رہنے کا حکم ہے۔ اسی نسبت سے اسے جُنبی یا جُنُب کہا جاتا ہے۔ قرآن میں ہے:

وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا (۴/۴۳) — اور جنبی بھی (نماز کے قریب نہ جاتے) جب تک نہا نہ لے۔ مگر جو راہ چلتا مسافر ہو۔

ماحصل: اجنبیت کے ساتھ اگر ناگواری شامل ہو تو نَکِرَ اور اگر خوشگواری شامل ہو تو عجب اور جب ناگواری یا خوشگواری کچھ نہ ہو تو جُنُب آتا ہے۔

۱۴۔ احسان کرنا

کے لیے فَضَّلَ، مَنَّ، أَنْعَمَ أَحْسَنَ کے الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں:

۱۔ فَضْل: بمعنی کسی اچھی چیز کے اقتصاد اور متوسط درجہ سے زیادہ ہونا (مف) اور فُضُول یعنی ضرورت سے زیادہ چیز۔ نیز وُہ مالِ غنیمت جو تقسیم کے بعد بچ رہے۔ اور فَضُول بہت فضل کرنیوالا اور فَضْل بمعنی احسان۔ زیادتی (منجد) اور فَضَّلَ بمعنی کسی کو فضیلت یا بڑائی دینا۔ ارشاد باری ہے:

وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ (۲/۲۳۷) — اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو۔ (عثمانیؒ)

اور فَضَّلَ بمعنی کسی کے اصل استحقاق سے ازراہِ مہربانی کچھ زیادہ دینا۔ ارشادِ باری ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ (۲/۲۵۳) — یہ پیغمبر ہیں (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے) ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

۲۔ مَنّ: بمعنی احسان بھلائی اور مَنَّ بمعنی احسان کرنا۔ احسان جتلانا اور ایک بھاری وزن کا نام (ج أَمْنَان اور أَمْنَاء) (منجد۔مف) اور مَنَّ بمعنی بھاری احسان یا بڑا احسان ہے۔ (مف) ارشادِ باری ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ — اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ اور ثَقِیل کی ضد خفیف ہے بمعنی وزن میں ہلکا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے ؛

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (۹/۴۱) تم سبکسار ہو کر یا گرانبار ہو کر گھروں سے نکل آؤ۔

اور ثقل کی جمع اَثقال آتی ہے۔ ارشادِ باری ہے ؛

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ۔ (۱۶/۷) اور (دُور دراز) شہروں میں جہاں تم زحمت شاقہ کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ وُہ (چارپائے) تمہارا بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں۔

اور ثقیل (بمعنی وزنی اور بوجھل اشیاء) کا استعمال کبھی کبھی معنوی طور پر بھی ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے ؛

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا (۷۳/۵) ہم عنقریب آپؐ پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے۔

یہاں ثقیل سے مراد ایسی بات، کلام یا فرمان ہے جو طبیعت کو بہت بوجھل محسوس ہو اور اس پر عمل پیرا ہونا بڑی ہمت کا کام ہو۔

۲۔ حَمْل، حَمَل بوجھ اٹھانے اور بوجھ لادنے کو کہتے ہیں۔ اور حَمْل ایسے بوجھ کو کہتے ہیں جو کوئی چیز بباطن اپنے اندر اٹھائے ہوئے ہو۔ جیسے پیٹ میں بچہ، درخت کا پھل یا بادل میں پانی (مف) قرآن میں ہے ؛

فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ (۷/۱۸۹) جب مرد عورت کے پاس جاتا ہے تو اسے ہلکا سا حمل ہو جاتا ہے۔ اور وُہ اس کے ساتھ چلتی پھرتی ہے۔

اور حِمْل اس بوجھ کو کہتے ہیں جو حسی طور پر کسی کی پیٹھ پر لاد دیا جائے (مف) لیکن صاحب منتہی الارب کے نزدیک حِمْل کے معنی بارِ سر یا بارِ پشت ہے (م ا) یعنی اٹھانے والا جتنا زیادہ سے زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہو وہی اس کے لیے حِمْل ہے۔ اور یہ تعریف زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے ؛

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ (۱۲/۷۲) وہ بولے کہ بادشاہ (کے پانی پینے) کا گلاس کھویا گیا ہے اور جو شخص اس کو لے آئے اس کے لیے ایک بارِ شتر (انعام) اور میں اس کا ضامن ہوں۔

۳۔ وَقْر: بوجھ کے لیے وقر کا استعمال معنوی طور پر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں فِیْ صَدْرِهٖ وَقْرٌ "اس کے دل میں کینہ (کا بوجھ) ہے"۔ (منجد) اسی طرح فِیْ اُذُنِهٖ وَقْرٌ "اس کے کان میں بوجھ ہے" یعنی اسے ثقلِ سماعت یا بہرا پن کا عارضہ ہے اور اونچا سنتا ہے۔ بعض لوگ وَقْر کا معنی کانوں کا میل بھی کرتے ہیں مگر پہلا معنی زیادہ ابلغ ہے۔ اور کانوں کا میل اسے محدود کر دیتا ہے۔ ارشادِ باری ہے ؛

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ بیشک ہم ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ سمجھ نہ سکیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔

۲۔ خَالِفٌ: نقصان یا کوتاہی کی وجہ سے پیچھے رہنا (مف) اس کا دوسرا معنی مخالفت کرنا بھی ہے اور خَالِفٌ اپنی سستی یا نا اہلی سے پیچھے رہنے والے کو کہتے ہیں (مف) اور خالف بمعنی احمق اور وہ جو ایک شخص کے جانے کے بعد بیٹھا رہے (منجد) ارشادِ باری ہے:

اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخَالِفِيْنَ (۹/۸۳) تم پہلی دفعہ بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے تو اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اور خَالِفٌ کی مؤنث خَالِفَةٌ سے عموماً گھریلو عورت مراد لی جاتی ہے جو جہاد کے دوران گھر پر رہ جاتی ہے۔ اور جس کی جمع خَوَالِفُ آتی ہے (مف) ارشاد باری ہے:

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ (۹/۸۷) یہ اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں گھروں میں بیٹھ رہیں۔

۳۔ غَبَرَ: اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جانا (مف) ارشادِ باری ہے:

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (۷/۸۳) اور ہم نے لوطؑ اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا۔ مگر ان کی بی بی (نہ بچی) کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں تھی۔

ماحصل: تَاَخَّرَ: اپنے ارادہ و اختیار سے پیچھے رہنا۔ خَالِفٌ: سستی اور کوتاہی کی وجہ سے پیچھے رہ جانا۔
غَبَرَ: اپنے ساتھیوں سے کوتاہی کی وجہ سے پیچھے رہ جانا۔

۵۱۔ پیچھے کرنا یا ڈالنا

کے لیے اَخَّرَ، اَرْجٰى (رجو)، اَرْجَاَ اور نَسَاَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اَخَّرَ: مقررہ وقت سے پیچھے کرنا یا مہلت دینا (منجد۔ مف) اس لفظ کا استعمال عام ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا (۶۳/۱۱) اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو خدا اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا۔

۲۔ اَرْجٰى: رجاء ایسے ظن کو کہتے ہیں جس میں مسرت حاصل ہونے کا امکان ہو (مف) اور اس کی ضد خوف ہے۔ اور رجاء اور خوف دونوں متلازم ہیں۔ جب کسی محبوب چیز کے حصول کی توقع ہو گی تو اس کے ضیاع کا اندیشہ بھی دامنگیر رہے گا۔ ایسے ہی اس کے برعکس صورت میں اندیشہ کے ساتھ امید بھی پائی جاتی ہے۔ اور اَرْجٰى کے معنی کسی ایسی چیز کو پیچھے ڈالنا جس میں مسرت حاصل ہونے کا امکان ہو۔ ارشاد باری ہے:

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ (۳۳/۵۱) پیچھے رکھ دے تو جس (بیوی) کو تو چاہے ان میں سے اور جگہ دے اپنے پاس جس کو تو چاہے! (عثمانیؒ)

۳۔ اَرْجَاَ: رَجَاَ کے معنی کسی چیز کو دانتوں سے تھامنا اور اَرْجَاَ الْاَمْرَ کسی کام کو پیچھے ڈالنا (منجد) یعنی اَرْجَاَ میں تاخیر کا سبب احتیاط اور مضبوطی ہوتا ہے تاکہ اس کام سے متوقع نتائج برآمد ہو سکیں۔ ارشاد باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اَلْحَفَ: لِحَاف بمعنی اوڑھنے کا کپڑا۔ محاورہ ہے، اَلْحَفْتُهٗ فَالْتَحَفَ میں نے اسے لحاف میں ڈھانپ دیا چنانچہ وہ اس سے لپٹ گیا۔ اور اَلْحَاف کے معنی اِلْحَاح یعنی چمٹ کر مانگنا ہیں۔(مف) ارشادِ باری ہے:

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا (۲/۲۷۳) — تم ان کے چہروں سے پہچان لو گے (کہ وہ حاجتمند ہیں مگر شرم کے باعث) لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔

۲۔ لَزَبَ: لَازِب اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی مقام پر شدت سے ثبت ہو جائے اور چمٹ جائے (مف) اور صاحب فقہ اللغۃ کے نزدیک لازب سے مراد ہی چپکدار اور لیسدار مٹی ہے (ف ل ۲۶۸) قرآن میں یہ لفظ صرف مٹی ہی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا دونوں معنی کی تائید ہو جاتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ (۳۷/۱۱) — ہم نے انہیں چپکتے گارے سے بنایا ہے۔

۳۔ لزِمَ: میں ثبت اور دوام دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ یعنی کسی چیز کا عرصہ دراز تک ایک جگہ ٹھہرے یا لگے رہنا (مف) اسی مفہوم کے لحاظ سے اس لفظ کا مختلف مقامات پر اُردو زبان کے لحاظ سے مختلف الفاظ میں ترجمہ کیا جاتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى (۲۰/۱۲۹) — اور اگر ایک بات تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے صادر (اور اجزائے اعمال کے لیے) ایک مدت مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو عذاب (تم سے) چمٹ جاتا۔

ماحصل: (۱) اَلْحَفَ: کسی سے چمٹ کر یا لپٹ کر اسے کام پر آمادہ کرنا۔
(۲) لَزَبَ: کسی چیز کا چپکدار اور لیسدار ہونے کی وجہ سے چمٹنا۔
(۳) لَزِمَ: ایک چیز کا دوسری سے عرصہ دراز کے لیے لگنا یا چمٹنا۔

۱۶۔ چمکنا۔ چمک

کے لیے بَزَغَ، اَشْرَقَ (شرق) ثَقَبَ، سَنَا (سنو) اور دُرِّيٌّ (درّ) کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ بَزَغَ: (سورج) کا طلوع ہونا جبکہ اس کی روشنی پھیل رہی ہو۔(مف) سورج، چاند، ستاروں یا اجرام فلکی کی روشنی کے لیے آتا ہے جبکہ وہ طلوع ہو رہے ہوں۔ اور نُجُوْمٌ بَوَازِغٌ طلوع ہونے والے ستاروں کو کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ (۶/۷۸) — پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا پروردگار یہ ہے۔

۲۔ اَشْرَقَ: شرق بمعنی روشنی کا کھل جانا یا پھیل جانا (م ل) اور اَشْرَقَ کسی چیز کو منور کرنا۔ اس پر پوری پوری روشنی ڈالنا کہ وہ چمک اُٹھے۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈھلنے کا وقت (منجد) پھر زوال کا لفظ کسی چیز کے اپنی انتہا کی بلندی پر پہنچ کر بتدریج نیچے آنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے (ضد عروج) اور زوال بمعنی کسی چیز کا اپنے صحیح رُخ کو چھوڑ کر ایک جانب مائل ہونا اور ہٹ جانا (مف) ہے۔ اور زَالَ عَنْهُ مُلْكُهُ بمعنی اس کی حکومت مٹ گئی (م۔ق) ارشادِ باری ہے:

اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ	کیا تم اس سے پہلے قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ
مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ (۱۴/۴۴)	تمہیں زوال نہ ہوگا۔

۲۔ دُلُوك: دَلَكَتِ الشَّمْسُ دُلُوْكًا بمعنی سورج کا غروب ہونے کے لیے جھکنا اور الدلک بمعنی ڈھیلاپن (منجد) ارشادِ باری ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ	سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک
اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ (۱۷/۷۸)	نمازیں قائم کرو اور صبح کو قرآن پڑھا کرو۔

ماحصل: زوال میں بلندی سے نیچے آنے اور دُلُوك میں مضبوطی سے ڈھیلاپن کا تصور پایا جاتا ہے۔

۹ — ڈھونڈنا

کے لیے طَلَبَ، اِبْتِغَاء (بغی) تَحَسَّسَ، تَجَسَّسَ، اِلْتَمَسَ، جَاسَ (جوس) بَعْثَرَ اور تَحَرّٰی (حری) کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ طَلَبَ: بمعنی رغبت کرنا، چاہنا، ڈھونڈنا (منجد) اور بمعنی کسی چیز کے پانے کی تلاش اور جستجو کرنا (مف) اس کا استعمال مادی اور معنوی دونوں طرح سے ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے:

اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ	یا اس کا پانی گہرا ہو جائے تو تُو اسے ڈھونڈ کر بھی نہیں
لَهٗ طَلَبًا (۱۸/۴۱)	لا سکے گا۔

۲۔ اِبْتَغٰى: بَغٰى کے معنی ابن الفارس نے بنیادی طور پر دو بتلائے ہیں۔ (۱) طلب الشي (۲) جنس من الفساد (م۔ل) یعنی کسی چیز کی طلب اور (۲) فساد کی ایک قسم سرکشی اور بغاوت وغیرہ۔ جبکہ امام راغب ان دونوں کو جمع کرکے اس کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ "کسی چیز کی طلب میں حدِ اعتدال سے ذرا آگے بڑھ جانا (مف) اور ابتغاء کوشش کے ساتھ کسی چیز کو طلب کرنے کے لیے بولا جاتا ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي	تو اگر طاقت ہو تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈ نکالو، یا
الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ (۶/۳۵)	آسمان میں سیڑھی (تلاش کرو)۔

۳۔ تَحَسَّسَ: اَحَسَّ بمعنی محسوس کرنا۔ اور تَحَسَّسَ بمعنی کسی چیز کی تلاش میں اپنے حواسِ خمسہ سے پوری طرح کام لینا (مف) گمشدہ چیز کی تلاش میں سرتوڑ کوشش کرنا۔ یہ صفت محمود ہے۔ قرآن میں ہے:

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ	(حضرت یعقوبؑ نے) کہا۔ بیٹو، جاؤ اور یوسفؑ اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ طریقہ ۔۔ دستور

کے لیے طَرِیْقَۃ[1]، سُنَّۃ[2]، اُمَّۃ[3]، شَرِیْعَۃ[4]، مِنْہَاج[5]، مَنْسَک[6]، شَاکِلَۃ[7]، مَعْرُوْف[8] اور خُلُق[9] کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ طَرِیْقَۃ، بمعنی عادت۔ حالت۔ مذہب (منجد) ہر اس مسلک اور مذہب کو طریق کہا جاتا ہے۔ جو انسان کوئی کام اختیار کرنے کے لیے کرتا ہے۔ خواہ وہ فعل محمود ہو یا مذموم (مف) قرآن میں ہے:

وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ (۲۰/۶۳)	اور وہ دونوں (موسیٰ اور ہارون) تمہارے شائستہ مذہب کو نابود کر دیں۔

دوسرے مقام پر ہے:

إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا (۲۰/۱۰۴)	اس وقت ان میں سے سب سے اچھی راہ و روش رکھنے والا کہے گا کہ تم تو صرف ایک دن (ہی دنیا میں) رہے ہو۔

گویا شرعی اصطلاح میں طریقہ، لوگوں کی ان رسوم و عادات کو کہتے ہیں جنھیں لوگوں نے مذہبی شعائر کا درجہ دے رکھا ہو۔

۲۔ سُنَّۃ: سَنَّ بمعنی کسی چیز کا جاری ہونا اور اس کا درست طور پر چلنا (م۔ ل) لازم و متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مَنْ سَنَّ سُنَّۃً جس کسی نے کوئی بات (طریقہ، رسم، دستور) رائج کیا۔ جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے قانونِ الٰہی (جسے عموماً قانونِ قدرت کہہ دیتے ہیں) مراد ہوگا۔ جیسے فرمایا:

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (۳۵/۴۳)	یہ اگلے لوگوں کی روش کے سوا اور کسی چیز کے منتظر نہیں سو تم اللہ کی عادت (دستور لاثانی) میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے۔

اور جب صرف لفظ سنت بولا جائے تو اس سے مراد بالعموم وہ طریقہ ہے جو رسول اکرمؐ نے رائج فرمایا ہو (ج سنن) اسوۂ رسولؐ۔

۳۔ اُمَّۃ: ایک ہی عقیدہ یا نظریہ کے ہم خیال لوگوں کو امت کہتے ہیں (مف) پھر اس لفظ کا اطلاق اس عقیدہ یا نظریہ پر بھی ہوتا ہے جس پر لوگ ہم خیال ہو جائیں خواہ یہ عقیدہ یا نظریہ غلط ہو یا درست قرآن میں ہے:

إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ (۴۳/۲۳)	ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا ہے اور ہم قدم بقدم ان ہی کے پیچھے چلتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ عَبَث: یہ لَہْو سے بھی اعم ہے۔یعنی کام تو بامقصد کیا جائے۔لیکن اس کو کھیل کود سمجھ کر ہی کیا جائے۔اور اس آمیزش سے اس کام کو بے مقصد اور بے نتیجہ بنا دیا جائے (مف) اور عبث بمعنی کھیل کود کرنا بھی ہے اور ایک چیز میں دوسری کو ملانا بھی عَبَثَ الشَّئَ بِالشَّئِ بمعنی ایک چیز کو دوسری میں ملا دینا۔اور عَبَث بمعنی مذاق کرنا۔کھیل کود کرنا (منجد) ارشادِ باری ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا۔ (۲۳/۱۱۵) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے۔ (جالندھریؒ)
تمہیں پیدا کیا کھیلنے کو (عثمانیؒ)

ماحصل: (۱) لَعِب: بمعنی کھیلنا۔
(۲) لَہْو: لعب سے اعم ہے۔ ہر وہ کام جو اصل مقصد سے غافل کر دے۔
(۳) عَبَث: بے مقصد کام کرنا یا بامقصد کام میں کھیل کو ملا کر اسے بے فائدہ بنا دینا۔

۴۳۔ کیا؟

کے لیے ءَ، ھَلْ (حروف) اور مَا (اسمیہ) اور مَاذَا کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ ءَ: "کیا" کے معنوں میں اس حرف کا استعمال عام ہے۔اسم، فعل، حرف، سب پر داخل ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے:

(۱) اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ (۳/۱۴۴) کیا اگر آپ مر جائیں یا مارے جائیں۔
(۲) ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا (۲۱/۶۲) (اے ابراہیمؑ) کیا تو نے یہ کچھ کیا ہے؟

۲۔ ھَلْ: حرفِ استفہام۔اسم اور فعل پر داخل ہوتا ہے۔حرف پر نہیں ہوتا۔قرآن میں ہے:
هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ (۱۳/۱۶) کیا بینا اور نابینا برابر ہو سکتے ہیں۔

۳۔ مَا: (اسمیہ۔استفہامیہ) صرف غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ارشادِ باری ہے:
مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (۲۱/۵۲) یہ مورتیاں کیا ہیں جن پر تم معتکف ہو؟

۴۔ مَاذَا: مَا اسمیہ استفہامیہ کے ساتھ ذَا کے اضافہ سے اس کے معنوں میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ "کیا اور کونسا" دونوں مفہوم ادا کرتا ہے۔نیز ذوی العقول کے لیے بھی آ سکتا ہے۔قرآن میں ہے:

(۱) يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ (۲/۲۱۹) وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا (یعنی کونسا مال) خرچ کریں۔
(۲) مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ (۲۸/۶۵) تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟

۴۴۔ کیسے؟

کے لیے کَیْفَ اور اَنّٰى کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ کَیْفَ: کسی چیز کی کیفیت اور ماہیت پوچھنے کے لیے آتا ہے۔جیسے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- اَلْحَقَ : بمعنی پیچھے سے جا ملنا۔ قرآن میں ہے :

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (۱۲/۱۰۱) — (اے اللہ) مجھے اطاعت (کی حالت) میں وفات دینا اور (آخرت میں) مجھے نیک بندوں سے ملانا۔

۳- وَصَلَ : دو چیزوں کو آپس میں اس طرح ملانا کہ وہ جڑ جائیں (م۔ل) وصال ضد ھجران) اور (اتصال ضد انفصال) ملانا۔ جوڑنا۔ یہ لفظ مادی اور معنوی دونوں صورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مادی صورت ہو تو اس سے مراد کسی چیز تک پہنچنا ہو گی۔ اور معنوی ہو تو تعلقات وغیرہ کو آپس میں جوڑنا اور وابستہ کرنا۔ ارشادِ باری ہے :

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ (۲/۲۷) — اور وہ تعلق کو توڑتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے انھیں ملانے کا حکم دیا تھا۔

۴- اَلَّفَ : بمعنی ایک ہی چیز کے منتشر اجزا کو ملانا۔ بکھرے ہوئے شیرازہ کو درست اور مربوط کرنا (اور اس کی ضد شَتَّتَ ہے) وہ ہم آہنگی ہیں ۔ اور تالیفِ قلوب یعنی دلوں کے اختلافات دور کر کے ان کو ملانا اور محبت پیدا کرنا۔ اور اُلْفَت بمعنی دلی محبت۔ اور تالیف ایسے محاورہ کو کہتے ہیں جس کے مختلف اجزاء کو تقدیم و تاخیر کا لحاظ رکھ کر صحیح جگہ پر جمع کر دیا گیا ہو۔ (مف) ارشادِ باری ہے :

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ (۸/۶۳) — اور اللہ نے ان مسلمانوں کے دلوں میں اُلفت ڈال دی اگر آپ ساری دنیا کا مال و دولت خرچ کر دیتے تو بھی ان میں الفت نہ ڈال سکتے۔

۵- لَبَسَ ، يَلْبَسُ بمعنی کپڑا پہننا اور بدن کو چھپانا۔ اور لَبَسَ يَلْبِسُ بمعنی کسی چیز کو دوسری میں ملا کر اصل چیز کو مشتبہ اور مشکوک بنا دینا۔ اور تلبیس بمعنی حقیقت کو چھپا کر خلافِ حقیقت ظاہر کرنا (منجد) اور لبس شبہ کے معنوں میں آتا ہے (دیکھیے "شک و شبہ") لبس کا استعمال صرف اعراض میں اور صرف کلام میں ہوتا ہے۔ جیسے جھوٹ یا سچ یا حق و باطل کو ملا دینا (فق ل ۲۴۹) ارشادِ باری ہے :

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (۲/۴۲) — اور حق و باطل کو آپس میں نہ ملاؤ۔

۶- رَكَّبَ : رَكِبَ بمعنی سوار ہونا یعنی ایک چیز پر دوسری کا چڑھ بیٹھنا اور تَرَاكَبَ ایک چیز پر دوسری کو رکھ کر ملا دینا۔ اور رَكَّبَ بمعنی ایک چیز کو دوسری سے، پھر تیسری سے، پھر چوتھی سے۔ اسی طرح کئی چیزوں کو ملا کر ایک چیز بنا دینا۔ ترکیب مشہور لفظ ہے۔ ارشادِ باری ہے :

اَلَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ (۸۲/۸) — اسی ذات نے تجھے پیدا کیا، تیرے اعضاء کو درست کیا اور ان میں توازن قائم کیا۔ پھر جس صورت میں اس نے چاہا تجھے جوڑ دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ (۲/۱۰۲)

سلیمانؑ نے مطلق کفر کی بات (جادوگری) نہیں کی بلکہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور جو کفر کی باتیں بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتریں (یہ لوگ ان کے پیچھے لگ گئے)

۷۔ اَحْقَاف: لغوی لحاظ سے یہ حقف (بمعنی ریت کا ٹیلہ) کی جمع ہے۔ یعنی ریت کا سینکڑوں میل پھیلا ہوا وسیع میدان (منجد) اور جب یہ معرفہ کے طور پر آئے تو اس سے مراد ربع سکون الخالی کے گرداگرد ملک یمامہ۔ بحرین، عمان، حضرموت اور مغربی یمن کا علاقہ ہوتا ہے جو قوم عاد کا اصل مرکز تھا اور یہیں سے یہ لوگ بلادِ عالم میں پھیلے۔ ارشاد باری ہے:

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ (۴۶/۲۱)

اور قوم عاد کے بھائی (ہودؑ) کو یاد کرو۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو سرزمینِ احقاف میں ڈرایا۔

۸۔ حِجْر: لغوی معنی پتھروں والی زمین (منجد) حجر قوم ثمود کا مرکزی شہر تھا۔ مدینہ اور شام کے درمیان واقع ہے۔ مدینہ سے تبوک جاتے ہوئے یہ مقام شاہراہ عام پر ملتا ہے۔ اس شہر کے کھنڈر مدینہ سے شمال مغرب میں موجودہ شہر العلا سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ اسی قوم ثمود کو اصحاب الحجر کہا گیا ہے جو سنگ تراشی کے اتنے ماہر تھے کہ پہاڑوں کو تراش تراش کر اپنے گھر تو درکنار شہر کے شہر بنا ڈالتے تھے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہود کے علاوہ اس قوم کے پاس اور بھی نبی آئے تھے۔ ارشاد باری ہے:

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ (۱۵/۸۰)

اور بیشک حجر کے لوگوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔

۹۔ سبا: سبا دراصل یمن میں سے ایک معروف ومشہور آدمی کا نام ہے جو ہودؑ کی نسل سے تھا۔ اس کا شجرہ نسب یہ ہے: سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان بن ہودؑ۔ اسی کے نام پر اس علاقہ کا نام بھی سبا مشہور ہوا۔ پھر اس کی قوم بھی قوم سبا کہلائی۔ یہ علاقہ بہت زرخیز اور شاداب تھا۔ آب پاشی کا نظام نہایت اعلیٰ تھا۔ باغات کی کثرت تھی۔ ہر شخص کو اپنے دائیں بائیں باغات ہی باغات نظر آتے تھے۔ جب انہوں نے سرکشی کی راہ اختیار کی تو ان پر سیلاب کا عذاب آیا جس نے بند توڑ دیا۔ آب پاشی کا سارا نظام درہم برہم ہوگیا۔ باغات تباہ ہوگئے اور ان کی جگہ جھاڑ جھنکار نے لے لی۔ پھر مدتوں بعد یہ قوم اور علاقہ آباد ہوا۔ تو سورج پرست بن گیا۔ حضرت سلیمانؑ کی کوششوں سے سبا کی ملکہ ایمان لے آئی اور یہ قوم راہِ راست پر آگئی۔ اس قوم کی سورج پرستی کی اطلاع حضرت سلیمانؑ کو ہد ہد پرندے کے ذریعہ سے ہوئی تھی۔ جب اس پرندہ نے کہا تھا کہ:

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ (۲۷/۲۲)

میں آپ کے پاس سبا کے متعلق ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ